محکمہ جنگلی حیات پنجاب کے قوانینِ تحفّظِ حیوانات اور شکار کا اسلامی تناظر میں جائزہ

An analyais of acts and initiatives of Wildlife department Punjab regarding protection of Animal and Hunting in Islamic prospective.

[۱] ڈاکٹر یاسر عرفات

[۲] محمد شاہد ظفر

ABSTRACT

From the ancient time man has been hunting animals for food and other necessities. Before Islam there were no laws on animal protection and hunting. Islam after its advent not only gave all living beings their rights but also made animals an ummah like human beings. Islam allows us to hunt animals conditionally for food and other necessities. In the Quran and Hadith and books of Fiqah we have detailed rules and regulations regarding the protection of animals and hunting. All countries have established permanent departments in the areas related to human life,so that the sector can devolp and help in human welfare. Institutions related to wildlife have also been established in the world, who are working to ensure wildlife protection, prevention of trafficking and poaching. If this Department is strong, wildlife is protected and the environment is kept clean.The Punjab wildlife department also enacted laws on wildlife conservation and

[۱] ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

[۲] پی ایچ ڈی اسکالر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

hunting,some of them are in accordance with Islamic laws while some other laws are also contrary to Shariah principles.

Keywords

Wildlife, Department, Wildlife Punjab, Department Rules and Regulation, Sharia laws, Protection, Hunting, History,

جنگلی حیات کا تعارف

جنگلی حیات، ماحول کو نہ صرف بہتر اور متوازن بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے بلکہ مختلف قدرتی عوامل کو مستحکم کرنے اور

جمالیاتی وحیاتیاتی تنوع کے تحفظ میں بھی اہم کردارادا کرتی ہے۔

پیٹرک فلپس[1] لکھتے ہیں:

"Animals,birds,insects,etc are wild and live in a natural environment."[2]

ترجمہ: جانور، پرندے، حشرات وغیرہ جو جنگلی ہوں اور قدرتی ماحول میں رہتے ہوں۔

ڈاکٹر محمد سلیم[3] جنگلی حیات کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"وائیلڈ لائف کی جامع تعریف کرنا خاصا مشکل ہے۔ کیونکہ انسان، کرہ ارض میں چار سو پھیل چکا ہے۔ حتیٰ کہ زمین کا سارا حصہ انسان کے حلقہ اثر میں ہے۔ تاہم اس پر پایا جانے والا ایسا ایکو سسٹم یا حیاتیاتی نظام جو انسانی زد سے باہر ہو اور جو

---

[1] American poet, professor, and translator.

[2] Patrick Phillips,oxford advanced learner's dictionary,oxford university press,new york,Eight edition, 2015, page no,1763.

[3] گورنمنٹ کالج لاہور میں زوولوجی ڈیپارٹمنٹ کے پروفیسر ہیں۔

زماں و مکاں کے اعتبار سے خود کو قائم رکھنے کی اہلیت رکھتا ہو، وائیلڈ کہلاتا ہے۔ اس میں پائی جانے والی حیات پودے، جانور کو وائیلڈ لائف یا جنگلی حیات کہا جائے گا۔"[1]

یعنی جنگلی حیات سے مراد ایسے وحشی، غیر مانوس جانور اور خود رَو پودے اور درخت ہیں جو اپنی قدرتی رہائش گاہ میں سکونت اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں۔

اہمیت و افادیت

جنگلی حیات کی ماحولیاتی اہمیت، معاشی اہمیت، تفتیشی اہمیت اور حیاتیاتی تنوع کے تحفظ وغیرہ کے مطابق درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔ ماحولیاتی اہمیت اس اعتبار سے ہے کہ جب گوشت خور جانوروں کا قتل عام بڑھ جائے تو گھاس خور جانوروں میں اضافہ ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے جنگلی پودے متاثر ہوتے ہیں۔ اس طرح جنگل میں خوراک کی کمی کی وجہ سے وہ جانور جنگل سے زراعت کی طرف آتے ہیں اور ہماری فصلوں کو تباہ کرتے ہیں۔ لہٰذا جب ایک دفعہ ماحولیاتی توازن بگڑ جائے تو یہ بہت ساری پریشانیوں کو جنم دیتا ہے۔ پھر معاشی اہمیت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو جنگلی حیات کو زرمبادلہ کمانے کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، جنگلی پودوں کی مصنوعات جیسے کھانا، دوائی، لکڑی وغیرہ معاشی اہمیت کے حامل ہیں۔ تفتیشی اہمیت کے تناظر میں دیکھا جائے تو بعض جنگلی حیات کو سائنسی تجربات جیسے طب کے اثر کو جانچنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ عمومی طور پر بندر، چمپنزی اور مینڈک وغیرہ سائنسی تجربات کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

[1] ڈاکٹر مرزا اظہر بیگ، ڈاکٹر عبد العلیم چوہدری، پروفیسر محمد شریف خان، پونم جبیں چوہدری، زاہدہ حمید، پاکستان کی جنگلی حیات، ناشر، اردو سائنس بورڈ، لاہور، طبع چہارم، ۱۹۹۵، ص:۵

محکمہ جنگلی حیات کا تعارف و تاریخ

محکمہ جنگلی حیات کی تاریخ تقریباً دو سو سال پرانی ہے۔ پہلی بار یارک شائر، انگلینڈ میں قدرتی علاقہ کو محفوظ کرنے کے لئے ۱۸۲۱ء میں کوشش کی گئی،[1] پھر امریکہ میں ۱۸۵۰ء سے ۱۸۶۰ء کے درمیان نجی سطح پہ زرعی و ثقافتی سکول اور کالج کھولے گئے، جن کو سرکاری سطح کا مناسب تعاون بھی حاصل تھا، لیکن ۱۸۶۲ء سے باقاعدہ زرعی کالجز کے حوالے سے قانون پاس ہوا جس کی بدولت متعدد ریاستوں کو معین تعداد میں زمینیں عطیہ کی گئیں تاکہ وہاں زرعی کالجز کھولے جائیں اور زراعت اور مکینکل آرٹ کے حوالے سے کام ہو سکے۔[2][3] اس کا فائدہ یہ ہوا کہ لوگوں کو زراعت اور کھیتی باڑی کے لئے زمینیں مختص کر دی گئیں تو اس سے جنگلات محفوظ ہو گئے اور جنگلات کا محفوظ ہونا جنگلی حیات کے محفوظ ہونے کی طرف پہلا قدم ہے۔ یہ سمجھنا مشکل نہیں رہا کہ دنیا میں جنگلی حیات سے متعلق محکمہ کی بنیاد کا یہی نقطہ آغاز ہے۔

ضرورت واہمیت

یہ قانون فطرت ہے کہ انسان کسی بھی شعبہ میں نظم و ضبط پیدا کئے بغیر اس سے خاطر خواہ فائدے حاصل نہیں کر سکتا۔ جس طرح دیگر شعبہ جات میں منظم و قابل ستائش امور کی انجام دہی کے لئے

---

[1] https://en.wikipedia.org/wiki/Nature_reserve

[2] The Encyclopedia Britannica, Eleventh edition,Vol 1,Page#420.

[3] "Public Acts Of The Thirty-Seventh Congress Of the United State" Washington,United State. Govt. Print. Off.1875.Page No:503.

باقائدہ ادارے یا محکمے قائم کئے جاتے ہیں اسی طرح جنگلی حیات کے تحفظ ،بقاء ،اور ان کے ماحولیاتی، معاشی اور تفتیشی پہلوؤں سے خاطر خواہ مستفید ہونے کے لئے ایک محکمہ قائم کیا گیا جسے عمومی طور پر محکمہ جنگلی حیات کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر جم نائٹ[1]، محکمہ جنگلی حیات کے متعلق لکھتے ہیں:

"Wildlife management is the art and science of reaching goals by manipulating and/or maintaining wildlife habitats and populations. This process involves many components,your own knowledge and understanding of wildlife population trends;factor that influence wildlife populations;the intention of wildlife species;the impact of humans;and how surroundings landscape affects wildlife."[2]

ترجمہ: جنگلی حیات انتظامیہ (محکمہ) اور/یا کی ہیرا پھیری کے ذریعے اہداف تک پہنچنے کا فن اور سائنس ہے جو جنگلی حیات کی رہائش اور آبادی کو بھی برقرار رکھتی ہے۔اس عمل میں بہت سے اجزاء شامل ہیں؛ جنگلی حیات کے بارے آپ کا اپنا علم اور اس کی آبادی کے رجحانات کو سمجھنا، جنگلی حیات کی آبادی کو متاثر کرنے والے عوامل کو سمجھنا، جنگلی حیات کی انواع کے معاملات کو سمجھنا، انسانوں کے اثرات کو سمجھنا اور یہ سمجھنا کہ اردگرد کی زمین، جنگلی حیات کو کس طرح متاثر کررہی ہے۔

[1] Ex President of the Wildlife Society in New Mexico, United Satate.

[2] Dr.Jim Knight "The Basics Of Wildlife Management" Manage Your Land for Wildlife publications, 2008.Montana State University Extension.Bozeman,MT.246 pp.

یعنی محکمہ جنگلی حیات بہترین دستیاب سائنسی قوانین و آلات کے ذریعے لوگوں کی ضروریات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ جنگلی حیات کی ضروریات کو متوازن کرنے کی کوشش کرتا ہے۔نت نئے متعارف کرائے گئے طریقوں کو بروئے کار لاتا رہتا ہے تاکہ جنگلی حیات کی فلاح و بہبود میں بہتر سے بہتر نتائج حاصل کئے جاسکیں۔ مزید بر آں مختلف انواع کے جانداروں کی بقاء اور رہائش کا ذمہ دار ہے بلکہ جنگلی حیات کی آبادی کو تباہ کرنے والے مختلف عوامل کی کھوج لگانے اور سائنسی، تکنیکی اور روایتی علم و طریقہ کار کی بدولت ان عوامل کا سدباب کر کے جنگلی حیات کو بہتر تحفظ فراہم کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔

محکمہ جنگلی حیات پنجاب کا تعارف و تاریخ

پنجاب میں جنگلی حیات کے ارتقاء و تحفظ کے لئے باقاعدہ ایک محکمے کا قیام عمل میں لایا گیا جس کو محکمہ جنگلی حیات پنجاب کہا جاتا ہے۔ محکمہ کا نام بولتے ہوئے عمومی طور پر انگریزی نام بولا جاتا ہے یعنی محکمہ وائلڈ لائف (جنگلی حیات) پنجاب۔عرف عام میں وائلڈ لائف بولے جانے کی وجہ سے محکمہ کو اس کے اردو نام سے بہت کم پکارا جاتا ہے۔

محکمہ جنگلی حیات پنجاب کا نام مختلف ادوار میں تبدیل ہوتا رہا ہے اور اس کی تاریخ بھی کافی پرانی ہے۔قیام پاکستان سے تقریباً تیرہ سال پہلے یہ محکمہ کسی حد تک وجود میں آچکا تھا۔ جنگلی حیات کا محکمہ ۱۹۳۴ء میں قائم ہوا،اس وقت اس کا نام "گیم ڈیپارٹمنٹ "تھا۔پھر ۱۹۷۳ء میں اس محکمہ کو دیا جانے والا نام ،"محکمہ پنجاب وائلڈ لائف اینڈ پارکس "تھااور اب اس محکمہ کا نام "فارسٹری وائلڈ

لائف این فشریز ڈیپارٹمنٹ پنجاب" ہے۔[1] ڈیپارٹمنٹ نے پورے پنجاب کو نو علاقائی دفاتر، انتالیس انتالیس ضلعی دفاتر اور ایک سو انیس تحصیلی دفاتر میں منظم کیا ہوا ہے اور محکمہ مختلف ترمیم شدہ ایکٹس کے تحت صوبہ بھر میں جنگلی حیات کے تحفظ و بقاء کے لئے کام کر رہا ہے۔[2]

تحفظِ جنگلی حیات کے متعلق محکمہ کے قوانین

محکمہ جنگلی حیات پنجاب کے لئے ۱۹۷۴ء میں صوبائی اسمبلی پنجاب سے قانو منظور کرایا گیا، جس کی ترمیم آٹھ مارچ ۱۹۸۳ء کے قوانین کے تحت ہوئی۔ پھر مزید ترامیم کر کے مسودہ پیش کیا گیا جسے تین اکتوبر ۲۰۰۷ء کو منظور کیا گیا اور بعد میں اسے تیس اکتوبر ۲۰۰۷ء کے طور پر شائع کیا گیا۔[3] محکمہ جنگلی حیات پنجاب نے قومی پارکس اور افزائش نسل سنٹرز میں موجود جانوروں کے تحفظ اور بقاء کے لئے بھی سخت قوانین وضع کئے ہیں تا کہ قومی پارکس میں موجود جنگلی حیات محفوظ اور پر سکون رہے اور عوام الناس کو سامان تفریح بہم پہنچاتی رہے۔ اسی طرح افزائش نسل سنٹرز میں بھی تحفظ اور بقاء کے لئے قوانین وضع کئے گئے ہیں جن کے تحت افزائش نسل سنٹر کے اندر یا ایک کلومیٹر کے ارد گرد کسی بھی قسم کا شکار کرنا یا بندوق چلانا یا کوئی بھی ایسا فعل کرنا جس سے جانور کے پریشان ہونے کا خدشہ ہو سخت ممنوع ہے۔[4]

---

[1] Muhammad Azhar Khalid,wildlife parks in punjab tourist guide,punjab wildlife & parks department publicity cell lahore,first published,page no.10.

[2] نقش فریادی، روزنامہ نوائے وقت، ۱۹ اگست ۲۰۱۷ء۔

[3] "Wildlife parks in punjab tourist guide",page no:10.

[4] The punjab wildlife act 2007 amendment in rules upto 31st December, 2010.page no :1 to 12.

تحفظِ جنگلی حیات کے متعلق اسلامی نقطہ نظر

اللہ رب العزت نے حیوانات کو ہمارے لئے مسخر فرماتے ہوئے ان سے لاتعداد منفعتوں کو وابستہ فرما دیا ہے، مثلاً جانوروں کو گوشت، دودھ، کھال، ہڈی اور سینگ وغیرہ ایسے اجزاء ہیں جن سے انسان بالواسطہ یا بلاواسطہ ان گنت فوائد حاصل کرتا ہے۔ ان فوائد کے ساتھ ساتھ ان جانوروں کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان بوقت ضرورت ان کو سواری یا بار برداری کے امور میں استعمال میں لاتا ہے۔ قرآن پاک میں بیان فرمایا گیا ہے کہ جانوروں کی پیدائش میں انسانوں کے لیے بے شمار فوائد مضمر ہیں۔

﴿وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا جَعَلَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾[1]

ترجمہ: اور جانور بنائے جو تم سب کو موٹا اوڑھنا و منفعتیں دیتے ہیں اور انہی کو تم کھاتے ہو۔

یعنی جانوروں کو انسان کے فائدے کے لئے مسخر کیا گیا ہے انسان اپنی ضرورت کے پیش نظر ان کو استعمال میں لا کر ڈھیروں فوائد حاصل کر سکتا ہے۔ جانور بھی انسانوں کی طرح ایک امت ہیں،

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ﴾[2]

ترجمہ: اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ ہی کوئی پرند کہ اپنے پروں سے اڑتا ہو مگر امتیں ہیں تمہاری مثل۔

---

[1] سورۃ النحل:۱۶/ ۵

[2] سورۃ الانعام:۶/ ۳۸

یعنی ان کے بھی انسانوں کی طرح احساسات، جذبات اور حقوق ہیں۔ حیوانات میں انسانوں کے لئے عبرت بھی ہے کہ انسان ان کی پیدائش اور ان کی خصوصیات میں سوچ بچار کرے کہ اللہ رب العزت نے کیسے ان میں نفع کی چیزیں رکھ چھوڑی ہیں۔[1] اللہ رب العزت نے ہمارے لیے جانوروں کو تابع بنادیا اور جانوروں میں ہمارے لئے بے شمار فوائد رکھ دیئے۔[2]

نبی رحمت ﷺ نے نہ صرف اپنی تعلیمات کے ذریعے جانوروں پر شفقت ونرمی کا درس دیا بلکہ عمل کے ذریعے بھی جانوروں پر رحم وشفقت کا سلوک فرمایا۔ جانوروں کو پانی پلانے پر بھی ثواب حاصل ہوتا ہے، حدیث مبارکہ میں مذکور ہے:

(عَنْ سُرَاقَةَ ابْنِ جُعْشُمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ، تَغْشَى حِيَاضِيْ قَدْ لُطْتُهَا لِإِبِلِيْ، فَهَلْ لِيْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ سَقَيْتُهَا؟ قَالَ نَعَمْ، فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ)[3]

ترجمہ: حضرت سُراقہ بن جُعشُم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس گم شدہ اونٹ کی بابت پوچھا جو میرے حوض پہ آجاتا ، جس کو میں نے اپنے اونٹوں (کو پانی پلانے) کے لئے بنایا ہے۔ اگر میں اس گم

---

[1] سورۃ النمل:27/ ٦٦

[2] سورۃ یٰس:٣٦/٣ ٧-١ ٧

[3] ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، مکتبہ دارالحضارہ للنشر والتوزیع، ریاض، سعودی عرب، طبع دوم، ٢٠١۵م، ص:۵٦٧، حدیث نمبر:٣٦٨٦

شدہ اونٹ کو پانی پلادوں تو مجھے ثواب ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہاں! ہر حرارت رکھنے والی جگر رکھنے والی (کو پانی پلانے) میں اجر ہے۔

جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا فائدہ پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کا اجر ملے گا۔[1] بل کہ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جانوروں پر احسان کرنا، مغفرت و بخشش کا ذریعہ ہے۔[2] ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا جب اس نے نبی رحمت ﷺ کو دیکھا تو رونے کی آواز نکالی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، پس حبیب کریم ﷺ اس کے پاس گئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔ نبی رحمت ﷺ نے پوچھا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟ تو ایک انصاری جوان حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ کے حبیب ﷺ یہ میرا اونٹ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس کا اس نے تجھ کو مالک بنایا ہے اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور بہت تھکاتا ہے۔[3]

شریعت مطہرہ نے جانوروں کے حقوق بیان فرماتے ہوئے ان کی ہر سہولت کا خیال رکھا ہے، جس کے تحت جانوروں پر اچھے طریقے سے سواری کرنے کا حکم دیا گی اور ان کی طاقت سے زیادہ[4] اور خلافت

---

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، کتاب الادب، مکتبہ دار التاصیل، بیروت، لبنان، طبع اول، ۲۰۱۲م، ۸/۲۷، حدیث نمبر: ۶۰۱۴

[2] ایضاً

[3] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، کتاب الجہاد، مکتبہ دار الرسالہ العالمیہ، دمشق، حجاز، طبع اول، ۲۰۰۹م، ۴/۲۰۱-۲۰۰، حدیث نمبر: ۲۵۴۹

[4] ابو داؤد، کتاب الجہاد، ۴/۲۰۰، حدیث نمبر: ۲۵۴۸

خلقت بوجھ ڈالنے سے منع کیا گیا ہے، یعنی جانوروں کی تقسیم بھی بیان فرمائی گئی کہ کس جانور سے کون سا کام لیا جانا چاہیئے۔ شریعت مطہرہ نے سفر و حضر دونوں میں جانوروں کے کھانے پینے اور آرام و سکون کا خاص خیال رکھنے کا حکم دیا ہے،[1] یعنی جب راستے میں خود آرام کے لیے رکا جائے تو ان کی رسیاں بھی کھول دی جائیں اور نرم رسیاں استعمال کی جائیں جن سے ان کی گردنوں میں تکلیف نہ ہو اور ان کے چارے پانی کا بہترین بندوبست کیا جائے۔[2,3,4] جانوروں کو آپس میں لڑانے ،ستانے، جلانے، منہ پر مارنے، داغنے، گالی دینے حتّٰی کہ ان پر لعنت کرنے کی بھی ممانعت وارد ہوئی ہے۔[5,6,7,8,9,10] بغیر حاجت و ضرورت کے جانور یا پرندے کا شکار کرنے سے متعلق نبی کریم ﷺ نے

---

[1] مسلم، ابن الحجاج، القشیری، المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ ﷺ، کتاب الفضائل، مکتبہ دار طیبہ للنشر والتوزیع، ریاض، طبع اول، ۲۰۰۶م، ۲/ ۱۱۲۱، حدیث نمبر: ۲۳۸۸

[2] ابو داؤد، کتاب الجہاد، ۴/ ۲۰۴-۲۰۳، حدیث نمبر: ۲۵۵۳

[3] ابو داؤد، کتاب الجہاد، ۴/ ۲۱۴، حدیث نمبر: ۲۵۶۷

[4] ابو داؤد، کتاب الجہاد، ۴/ ۲۱۵، حدیث نمبر: ۲۵۶۹

[5] ترمذی، محمد بن عیسی، الجامع المختصر من السنن عن رسول اللہ ﷺ ومعرفۃ الصحیح والمعلول وماعلیہ العمل، کتاب الجہاد، مکتبہ دار الغرب الاسلامی، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۹۹۶م، ۳/ ۳۲۵، حدیث نمبر: ۱۷۰۸

[6] ابو داؤد، کتاب الادب، ۷/ ۵۴۰، حدیث نمبر: ۵۲۶۸

[7] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینہ، ۲/ ۱۰۱۷، حدیث نمبر: ۲۱۱۶

[8] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینہ، ۲/ ۱۰۱۷، حدیث نمبر: ۲۱۱۷

[9] ابو داؤد، کتاب الادب، ۷/ ۴۲۹، حدیث نمبر: ۵۱۰۱

[10] صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، ۲/ ۱۲۰۳، حدیث نمبر: ۲۵۹۵

ارشاد فرمایا کہ جو بندہ ایک چڑیا یا بڑے حیوان کو بے فائدہ ختم کرے، قیامت کے روز اس سے پوچھا جائے گا (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا حق کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس کا حق یہ کہ اس کو ذبح کرے پس اس کو کھائے اور (صرف) اس کا سر کاٹ کر پھینک نہ دے۔[1]

شریعت مطہرہ نے جانوروں کے تحفظ کے بہت تفصیلی احکامات صادر فرمائے ہیں۔ جانوروں کے حقوق میں یہ چیز بھی شامل ہے ہے کہ انہیں باندھ کر نشانہ بنا کر نہ مارا جائے کہ انہیں اس سے اذیت پہنچے گی،[2] اور جن جانوروں کو ان کے ایذا دینے یا دیگر حکمتوں کے تحت مارنے کی اجازت دی گئی ہے تو اس کے متعلق بھی حکم ہے کہ کم سے کم وار میں انہیں قتل کیا جائے تا کہ انہیں کم سے کم تکلیف ہو۔[3] بعض جانوروں کی عظمت قائم رکھنے کے لیے انہیں مارنے سے منع کیا گیا ہے[4] اور ان میں برکت کا بھی بتایا گیا ہے تا کہ لوگ انہیں بغیر کسی تنگی کے رکھیں اور اپنی ضروریات کے لیے استعمال کریں۔ جیسا کہ حدیث بارکہ میں آتا ہے:

(عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ يَرْفَعُهُ قَالَ: اَلْإِبِلُ عِزٌّ لِاَهْلِهَا وَالْغَنَمُ بَرَكَةٌ وَالْخَيْرُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْ الْخَيْلِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)[5]

---

[1] نسائی، عبد الرحمٰن، احمد بن شعیب بن علی، سنن نسائی، کتاب الضحایا، مکتبہ دار التاصیل، بیروت، لبنان، طبع اول، ۲۰۱۲م، ۶/ ۵۳۹، حدیث نمبر: ۴۷۲۹

[2] صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، ۲/ ۹۴۱، حدیث نمبر: ۱۹۵۶

[3] ابو داؤد، کتاب الادب، ۷/ ۵۳۸-۵۳۷، حدیث نمبر: ۵۲۶۳

[4] ابو داؤد، کتاب الادب، ۷/ ۵۳۹، حدیث نمبر: ۵۲۶۷

[5] سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات، ص: ۳۴۷، حدیث نمبر: ۲۳۰۵

ترجمہ: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بن جعد البارقی سے روایت کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ اپنے مالکوں کے لئے عزت کا باعث ہیں اور بکریاں برکت والی ہیں اور گھوڑوں کی پیشانی کے بالوں میں قیامت تک خیر باندھ دی گئی ہے۔

اللہ رب العزت نے ہر کام میں احسان کو فرض کیا ہے تو ہمیں قتل کرنے اور ذبح کرنے میں احسان کرنا چاہیئے اور ذبح کرنے میں احسان یہ ہے کہ تیز چھری سے ذبح کیا جائے اور اگر ذبح کے وقت تیز کرنی پڑ جائے تو جانور سے چھپا کر تیز کی جائے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے اور نہ ہی ذبح کرنے کے لئے کھینچ کر لے جایا جائے بلکہ اس کے چارے اور پانی کا پورا خیال رکھ کر اسے آرام دینے کے بعد اسے اچھے طریقے سے ذبح کیا جائے۔[1]

محکمہ کے قوانین تحفظِ حیوانات کا اسلامی تناظر میں جائزہ

محکمہ جنگلی حیات پنجاب کے تحفظِ حیوانات سے متعلق وضع کردہ قوانین کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ محکمہ کی جانب سے، تحفظِ جنگلی حیات کے تمام قوانین، شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہیں۔

شکار کا شرعی مفہوم اور تاریخ

عربی میں شکار کے لئے لفظ صید استعمال کیا جاتا ہے۔ لفظ صید کی لغوی تعریف کچھ یوں ہے کہ:

لفظ صید، ص۔ ی اور د پر مشتمل ہے۔ اس مادہ سے دو ابواب "ضَرَبَ یَضْرِبُ" اور "سَمِعَ یَسْمَعُ" آتے ہیں۔ جیسے صَادَ یَصِیْدُ اور

[1] صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح وما یوکل من الحیوان، ۲/ ۹۴۱-۹۴۰، حدیث نمبر: ۱۹۵۵

صَادَ یَصِیدُ۔

امام خلیل لکھتے ہیں:

"وَالِافْتِعَالُ مِنْهُ الِاصْطِيَادُ،يُقَالُ :اِصْطَادَ يَصْطَادُ فَهُوَ مُصْطَادٌ،وَالْمَصِيدُ مُصْطَادٌ أَيْضاً۔"[1]

ترجمہ: اور افتعال اسی سے ہے شکار کرنا، کہا جاتا ہے: اس نے شکار کیا، وہ شکار کرتا ہے پس وہ شکار کرنے والا ہے، والمصید، مصطاد بھی آتا ہے۔

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

"صَيد: صَادَ الصَّيدَ يَصِيدُهُ وَيَصَادُهُ صَيداً۔"[2]

ترجمہ: شکار: اس نے شکار کیا شکار کرنا اور وہ شکار کرتا ہے اور وہ گردن ٹیڑھی کرتا ہے۔

یعنی صید مادہ سے دو ابواب آتے ہیں۔ ایک ضَرَبَ یَضرِبُ سے جیسے بَاعَ یَبِیعُ اور دوسرا سَمِعَ یَسمَعُ سے جیسے ھَابَ یھَابُ، جس میں ماضی مکسور العین ہے اور مضارع مفتوح العین ہے۔ اور باب افتعال سے اِصطَادَ یَصطَادُ آتا ہے۔ لفظ صید مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ شکار کرنا، ٹیڑھی گردن والا ہونا وغیرہ۔

شکار کا اصطلاحی مفہوم

علامہ میر سید شریف جرجانیؒ یوں رقم طراز ہیں:

---

[1] الفراہیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، مکتبہ دار الھجرۃ، ایران، طبع دوم، ۱۴۰۹ھ، ۷/ ۱۴۳

[2] ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، طبع اول، ۱۳۰۰ھ، ۳/ ۲۶

"الصَّیۡدُ :مَا تَحَوَّشَ بِجَنَاحِہِ اَوۡ بِقَوَائِمِہٖ مَاکُوۡلاً کَانَ اَوۡ غَیۡرَ مَاکُوۡلٍ ،وَلَا یُوۡخَذُاِلاَّبِحِیۡلَۃٍ۔"[1]

ترجمہ: صید: ہر ایسا جانور جو اپنے پروں کے ساتھ یا اپنے پاؤں کے ساتھ وحشی ہو کھایا جانے والا ہو یا کھایا جانے والا نہ ہو اور حیلہ کے بغیر پکڑا بھی نہ جا سکتا ہو۔

یعنی پروں یا پاؤں سے وحشی حلال و حرام ایسا جانور یا پرندہ جو بغیر حیلہ کے پکڑا نہ جا سکتا ہو، شکار کہلاتا ہے۔

ڈاکٹر سعدی ابو حبیب لکھتے ہیں:

"الصَّیۡدُ : مَایُصَادُ۔ شَرۡعاً:ھُوَ الۡحَیۡوَانُ الۡمُمۡتَنِعُ ،اَلۡحَلَالُ ،غَیۡرُ الۡمَمۡلُوکِ ۔عِنۡدَ الۡحَنۡفِیَّۃِ :ھُوَ الۡحَیۡوَانُ الۡمُمۡتَنِعُ ،اَلۡمُتَوَحِّشُ بِاَصۡلِ خَلۡقَتِہٖ ،اِمَّا بِقَوَائِمِہٖ اَوۡ بِجَنَاحَیۡہِ ،مَاکُوۡلاً کَانَ اَوۡ غَیۡرَ مَاکُوۡلٍ ،وَلَا یُوۡخَذُاِلَّا بِحِیۡلَۃٍ۔"[2]

ترجمہ: صید ہر وہ (جانور) ہے جس کا شکار کیا جائے اور شرعا (شکار) ہر وہ حیوان ہے جو ممتنع ہو، حلال ہو اور غیر مملوک ہو۔ احنافؒ کے نزدیک (شکار) ہر وہ حیوان ہے جو ممتنع ہو، اپنی اصل پیدائش کے اعتبار سے وحشی ہو خواہ پروں کے ساتھ ہو خواہ پاؤں کے ساتھ ہو، کھایا جانے والا ہو یا کھایا جانے والا نہ ہو اور بغیر حیلہ کے پکڑا بھی نہ جا سکتا ہو۔

شکار اس جانور اور پرندے کو کہتے ہیں جو پیدائشی طور پہ وحشی ہو، ممتنع ہو یعنی خود کو بازوؤں یا پروں کے ذریعے شکاری سے

---

[1] جرجانی، علی بن محمد، الکتاب التعریفات، مکتبہ دار الدیان للتراث، قاہرہ، طبع چہارم، ۱۹۹۹م، ص:۱۱۶

[2] سعدی، ابو حبیب، ڈاکٹر، القاموس الفقہی، ناشر، دار الفکر، دمشق، سوریا، طبع دوم، ۱۹۸۸م، ص:۲۱۹

بچانے کی طاقت رکھتا ہو، ماکول اللحم ہو یا نہ ہو، غیر مملوک ہو یعنی کسی کی ملکیت میں نہ ہو اور بغیر حیلہ کے پکڑا بھی نہ جا سکتا ہو تو شرعی طور پر ایسے جانور کے مارنے کو شکار کہا جائے گا۔

تاریخ

انسان کا حیوانات کے ساتھ خاصا پرانا تعلق ہے اس اعتبار سے شکار کی تاریخ بہت زیادہ پرانی ہے۔ اسلام کی آمد سے ہزاروں بلکہ لاکھوں سال پہلے شکار کی ابتداء ہو چکی تھی۔ بعد میں اسلام نے آکر نہ صرف اس کو جائز رکھا بلکہ اپنے حسین قواعد سے اسے مزید مزین فرمادیا۔ اس لحاظ سے یہاں شکار دو زمانوں میں منقسم ہو سکتا ہے۔ پہلا اسلام سے پہلے کا زمانہ، دوسرے زمانے کو بعد از اسلام کہا جائے گا۔

قبل از اسلام

اسلام سے پہلے بھی خوراک کی حاجت کی تکمیل کی خاطر شکار کیا جاتا تھا، انبیاء کرام علیہم السلام بھی خوراک کی تکمیل کی خاطر شکار فرمایا کرتے تھے۔ اس بات کی تصدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے کہ:

(فَقَامَ عَرْفَطَۃ بْنُ نَهِیکِ التَّمِیمِیُّ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنِّیْ وَاَهْلُ بَیْتِیْ مُرْزَقُوْنَ
مِنْ هَذَا الصَّیْدِ وَلَنَا فِیْهِ قِسْمٌ وَبَرْکَۃٌ وَهُوَ مُشْغِلَۃٌ عَنْ ذِکْرِ اللهِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فِیْ جَمَاعَۃٍ وَبِنَا حَاجَۃٌ اَفَتُحِلُّهُ اَمْ تُحَرِّمُهُ؟ فَقَالَ اُحِلُّهُ لِاَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ اَحَلَّهُ نِعْمَ

الْعَمَلُ وَاللہُ اَوْلیٰ بِالْعُذْرِ قَدْ کَانَتْ لِلّٰہِ قَبْلِیْ رُسُلٌ کُلُّھُمْ یَصْطَادُ اَوْ یَطْلُبُ الرِّزْقَ)[1]

ترجمہ: عرفطہ بن نہیک تمیمی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، پس کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میرے اور میرے گھر والوں کی گزر بسر شکار پر ہے اور ہمارے لئے اس میں قسمت اور برکت ہے اور وہ (شکار) اللہ تعالیٰ کے ذکر اور باجماعت نماز سے روکنے والا ہے اور ہمیں اس کی ضرورت ہے پس کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے (شکار) حلال ٹھہراتے ہیں یا حرام ٹھہراتے ہیں؟ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: میں اس (شکار) کو حلال کرتا ہوں کیونکہ بے شک اللہ عزوجل نے تحقیق اس (شکار) کو حلال فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عذر قبول کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے، تحقیق مجھ سے پہلے سارے رسول عظام علیہم السلام شکار فرماتے تھے یا رزق تلاش کیا کرتے تھے۔

قدیم زمانہ میں نہ صرف عام انسان بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی خوراک کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے شکار کا شغف فرمایا

کرتے تھے۔ ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ انسان کے اس دنیا میں قدم رکھنے کے بعد جب سے اس کو گوشت کی ضرورت محسوس ہوئی اس نے گوشت کے حصول کے لئے پہلے حیوان کا شکار کیا تو بس یہیں سے شکار کی ابتداء ہو گئی تھی۔

[1] طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ما اسند صفوان بن امیہ، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ، طبع دوم، ۱۹۹۴م، ۸/ ۶۱- ۶۰، حدیث نمبر: ۷۳۴۲

ٹیا گھوز[1] (Tia Ghose) اس بات کی توثیق کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"Animals bones and thousands of stone tools used by ancient hmoinis suggest that early human were butchering and scavenging animals at least 2 million years ago."[2]

ترجمہ: قدیم انسان کی طرف سے استعمال ہونے والے جانوروں کی ہڈیوں اور ہزاروں پتھر کے اوزار یہ بتاتے ہیں کہ انسانی آباؤاجداد کم از کم بیس لاکھ سال پہلے جانوروں کو ڈھونڈ رہے تھے اور انہیں مار رہے تھے۔

یعنی قدیم انسان اوزاروں کے طور پر جانوروں کی ہڈیاں اور پتھر کے اوزار استعمال کرتے تھے، ان چیزوں کا استعمال یہ بتاتا ہے کہ انسان بیس لاکھ سال پہلے جانوروں کو مار کر ان سے اپنے لئے مختلف فائدے حاصل کرتا تھا، مثلاً ان کا گوشت کھاتا تھا،

ان کی ہڈیوں اور دانتوں سے مختلف برتن اور اوزار وغیرہ بناتا تھا اور ان کی کھال سے اپنے پہننے کے لئے لباس اور دیگر استعمال کی چیزیں بناتا تھا۔ ہمارے آباؤاجداد کا بیس لاکھ سال پہلے جانوروں کو شکار کرنے کا ثبوت تو ملتا ہے لیکن شکار کے خصوصی مقصد کی تعیین نہیں ہوتی۔ بیس لاکھ سال پہلے انسانی آباؤاجداد خاص مقاصد کے حصول کے لیے جانوروں کا شکار کیا کرتے تھے۔

پروفیسر ہنری تھامس بن[3] (Hunry Thomas bunn) بیان کرتے ہیں:

"We know that humans ate meat two million years ago,what was not clear was the source of that

[1] Assistant Managing Editor,Live Science, San Francisco.

[2] Tia ghose "Earliest evidence of human hunting found. "Live science article,purch group publications,new york,march 13,2013.

[3] Professor of African Paleoanthropology,Department of Anthropology,University of Wisconsin-Madison. Wisconsin Alumni Research Foundation.U.S.A.

meat.however we have comared the type of prey killed by lions and leopards today with the type of prey selected by humans in those days.This has shown that men and women could not have been taking kill from other animals or eating those that had died of natural causes.They were selecting and killing what wanted."[1]

ترجمہ: ہم جانتے ہیں کہ انسان نے دو ملین سال پہلے گوشت کھایا، کیا اس گوشت کا ذریعہ واضح نہیں تھا تاہم ہم شیروں اور چیتے کی طرف سے مارے گئے آج کے شکار کی قسم کو انسانوں کے اُن دنوں کے منتخب کردہ نوعیت کے شکار کے مقابلے میں رکھتے ہیں۔ یہ واضح کرتا ہے کہ مرد، عورتیں جانوروں کا گوشت نہیں لیتے تھے جن کو دوسرے جانوروں نے قتل کیا ہوتا تھا یا جو قدرتی اسباب سے مرے ہوتے تھے۔ وہ چن کر جس کو چاہتے تھے مار دیتے تھے۔

یعنی انسان دو ملین سال پہلے گوشت کھایا کرتا تھا۔ لیکن اس گوشت کے حصول کا ذریعہ واضح نہیں تھا کہ انسان گوشت کہاں سے حاصل کر لیتا تھا۔ تاہم شیروں اور چیتوں کے موجودہ طریقہ شکار کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسان اپنے ابتدائی دنوں میں اس قسم کا شکار کیا کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی مرد و خواتین کسی جانور کا بچا ہوا شکار کھانا پسند نہیں کرتے تھے اور نہ ہی قدرتی موت سے مرے ہوئے حیوان کو کھانا پسند کرتے تھے بلکہ وہ جانوروں کے ریوڑ پر گھات لگاتے تھے اور ان میں سے اپنی پسند کا جانور چن کر اس کا شکار کیا کرتے تھے۔ اس بات سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شکار کی تاریخ آج سے تقریباً بیس لاکھ

[1] Robin Mckie,science editor:Humans hunted for meat 2 million years ago,The guardian international edition,guardian media group,London,September 23,2012.

سال پرانی ہے۔

بعد از اسلام

شکار کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی آمد سے لاکھوں سال پہلے شکار رائج تھا، پھر اسلام نے اپنی آمد کے بعد اپنے حسین فطری قوانین سے اس میں موجود جسم و روح کے لئے مکروہ و غیر موزوں چیزوں کو نکال کر اسے مزید مزین بناتے ہوئے قرآن پاک میں اس کی اجازت مرحمت فرمادی۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾[1]

ترجمہ: اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔

امام بخاری اپنی صحیح میں شکار کے متعلق حدیث نقل فرماتے ہیں:

(عَنْ عَدِیِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قُلْتُ: اِنَّا قَوْمٌ نَصِیْدُ بِھٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ: اِذَا اَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاِنْ قَتَلْنَ اِلَّا اَنْ يَّاكُلَ الْكَلْبُ فَاِنِّىْ اَخَافُ اَنْ يَّكُوْنَ اِنَّمَا اَمْسَكَهُ عَلٰى نَفْسِهِ وَاِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَاكُلْ)[2]

ترجمہ: حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہم لوگوں نے ان کتوں سے شکار کیا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تم اپنے سکھائے ہوئے کتوں کو شکار کے لئے چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیتے ہو تو جو شکار وہ تمہارے لئے پکڑ لائیں اسے کھاؤ خواہ وہ شکار کو

---

[1] سورۃ المائدۃ:۵/۲

[2] صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید، ۷/۲۴۸، حدیث نمبر:۵۴۷۹

مار ہی ڈالیں۔ البتہ اگر کتا شکار میں سے خود کھالے تو اس میں یہ اندیشہ ہے کہ اس نے یہ شکار خود اپنے لئے پکڑا تھا اور اگر دوسرے کتے بھی تمہارے کتوں کے سوا شکار میں شریک ہو جائیں تو نہ کھاؤ۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ، قدیم انسان نے بھی خوراک کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے شکار کیا، حتی کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی خوراک کے حصول کے لئے شکار کیا کرتے تھے۔ اسلام نے اپنی آمد کے بعد مناسب قواعد وقیود کے ساتھ شکار کو برقرار رکھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے مسائل پوچھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جوابات ارشاد فرمایا کرتے رہتے تھے۔ شکار کے مسائل کے حوالے سے متعدد احادیث حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے مروی ہیں۔

محکمہ جنگلی حیات پنجاب کے قوانین شکار

محکمہ جنگلی حیات پنجاب کو غیر قانونی شکار کو روکنے کے لئے بے پناہ اختیارات حاصل ہیں۔ مثلا محکمہ کسی بھی جگہ یا چیز کی اپنے اطمینان کی خاطر بغیر وارنٹ کے تلاشی لینے کا مجاز ہے:

> "25.any officer authorized by government in this behalf,may search any person, premises, vessel, vehicle, animal, packages, receptacle or covering so as to satisfy himself whether or not an offence under this act has been committed.Provided that no permises shall be searched under this section except under the authority of a warrant issued by the magistrate having jurisdiction in the area."[1]

ترجمہ:۲۵۔ حکومت کی طرف سے اس غرض کے لئے مجاز کوئی بھی اہل کار، کسی بھی شخص احاطہ ، برتن، گاڑی جانور، بندھا ہوا بنڈل ، چیزوں کو رکھنے کی جگہ

[1] The punjab wildlife act 2007 amendment in rules upto 31st December, 2010.page no.13-14.

،برتن یا صندوق وغیرہ کی بغرض اطمینان خود کہ آیا زیر قانون ہذا کسی جرم کا ارتکاب ہوا ہے یا نہیں تلاشی لینے کا مجاز ہے۔ ماسوائے اس احاطہ کی اس دفعہ کے تحت تلاشی نہیں لی جائے گی جو زیر اختیار وارنٹ مجریہ منجانب بااختیار مجسٹریٹ علاقہ ہذا ہو گا۔

محکمہ وائلڈ لائف پنجاب کو غیر قانونی شکار کے دوران حاصل ہونے والے کسی بھی مواد کو ضبط کرنے کا مکمل اختیار حاصل ہے اس کے متعلق محکمہ کا قانون درج ذیل ہے:

> "26.any officer as authorized by government in this behalf may seize any animal,dead, or alive, together with any firearm, net, trap, snare, bow, arrow or any vehicle or vessel or anything whatsoever used or suspected to have been used in the commission of an offence under this act."[1]

ترجمہ:۲۶۔ حکومت کی طرف سے اس غرض کے لئے مجاز کوئی بھی اہل کار، کسی بھی مردہ یا زندہ جنگلی جانور کے ساتھ ساتھ کوئی بھی آتشیں اسلحہ، جال، پھندہ ،پھاہی، کمان، تیر یا کوئی بھی گاڑی یا برتن یا کسی بھی قسم کی شے کو ضبط کرنے کا مجاز ہے جو قانون ہذا کے تحت کسی جرم کے ارتکاب میں استعمال ہو چکی ہو یا اس کے استعمال ہو چکنے کا شبہ ہو۔

محکمہ وائلڈ لائف پنجاب کا غیر قانونی شکاریوں کے لئے ایک قانون یہ بھی ہے کہ جب ایک شکاری سے زیادتی سرزد ہو گئ

گیا،تب معین جرمانے یا سزا کو کسی دوسرے قانون کی مدد سے روکا نہیں جاسکے گا:

---

[1] The punjab wildlife act 2007 amendment in rules upto 31st December, 2010.page no.14.

"37.nothing contained in this act shall be deemed to prevent any person from being prosecuted under any other law for any act of commission which Constitutes an offence under this act or from being liable under any other law to any higher punishment or penalty than provided by this act."[1]

ترجمہ:۳۷۔ قانون ہذا میں موجودہ کوئی بھی صورت ہو کسی بھی شخص کو کسی بھی دوسرے قانون کے تحت قانون ہذا کے آئین یافتہ کسی بھی ارتکاب کے عمل پر مواخذہ کئے جانے سے یا قانون ہذا میں مہیا کردہ کسی نسبت کسی بھی دوسرے قانون کے تحت کسی بھی زیادہ سزا یا جرمانہ کا مستحق قرار پانے سے نہیں روکا جاسکے گا۔

محکمہ جنگلی حیات پنجاب کے قانون کے مطابق غیر قانونی شکاری حضرات پر قانونی کاروائی کرنے والے کسی بھی اہل کار پر کسی بھی قسم کی کوئی کاروائی نہیں کی جائے گی۔

"41.no suit prosecution or other legal proceedings shall lie against any officer for anything in good faith done or intended to be done in pursuance of any provision of this act or the rules made thereunder."[2]

ترجمہ:۴۱۔ قانون ہذا یا قواعد مرتبہ زیر قانون ہذا کے کسی بھی مقصد کی نیک نیتی سے تعمیل و تکمیل یا تکمیل کے ارادہ پر کسی بھی چیز کے لئے کسی بھی اہل کار کے خلاف کوئی دعویٰ، چالان یا دیگر قانونی کاروائی قائم نہیں کی جاسکے گی۔

محکمہ جنگلی حیات پنجاب نے اپنے ڈائریکٹر جنرل کو بھی بہت کھلے اختیارات دے رکھے ہیں:

---

[1] The punjab wildlife act 2007 amendment in rules upto 31st December, 2010.page no.15.

[2] The punjab wildlife act 2007 amendment in rules upto 31st December, 2010.page no.16.

"20.(i) director general, wildlife & parks in exercise of his powers can revoke registration of cbo/ngos or any member/ members without assigning any reason."[1]

ترجمہ ۲۰۔(i): ڈائریکٹر جنرل وائلڈ لائف اور پارکس اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے کسی بھی سی بی او / این جی او یا کسی بھی ممبر / ممبرز کی رجسٹریشن بغیر کوئی وجہ بتائے ہوئے منسوخ کر سکتا ہے۔

ان مذکورہ بالا قوانین کے علاوہ غیر قانونی شکار کی روک تھام کے لئے محکمہ نے دیگر کئی اہم قوانین وضع کرنے کے ساتھ ساتھ

دیگر کئی اختیارات بھی حاصل کر رکھے ہیں مثلاً بار ثبوت یا ثبوت کی ذمہ داری کا قانون، زیر دفعہ چھبیس قابل ضیاع اشیاء کے لئے کاروائی کرنے کا اختیار، کسی بھی اہل کار یا شخص بہ مجاز دریں بارہ کو شکاری وغیرہ کا اجازت نامہ طلب کرنے کا اختیار، محکمہ کے پاس بغیر وارنٹ کسی بھی شخص کے خلاف معقول اشتباہ پر گرفتار کرنے، رہا کرنے، مجسٹریٹ یا تھانہ انچارج کے سامنے لانے کا اختیار، جرم کے ارتکاب کو روک دینے کا اختیار، سزا یا جرم کے معاوضہ کے طور پر معینہ رقم لے کر چھوڑنے کا اختیار، پولیس اہلکاروں سے مدد لینے کا اختیار اور شکار کے حوالے سے قوانین بنانے کے اختیارات وغیرہ شامل ہیں۔[۲]

[1] The punjab wildlife act 2007 amendment in rules upto 31st December, 2010.page no.41.

[2] The punjab wildlife act 2007 amendment in rules upto 31st December, 2010.page no.13-17.

محکمہ کے بنائے گئے قوانینِ شکار کا اسلامی تناظر میں جائزہ

خداوند لم یزل نے بنو آدم کو پیدا فرما کر اسے کرہ ارض پر بھیجا اور اس جہانِ رنگ و بو کی ہزاروں لاکھوں نعمتیں اس کے لئے وقف فرما دیں۔ ان نعمتوں میں حیوانات بھی شامل ہیں کہ جن کو خداوند لم یزل انسانوں کے لیے مسخر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَھُمْ مِمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَا اَنْعَاماً فَھُمْ لَھَا مٰلِکُوْنَ۔ وَ ذَلَّلْنٰھَا لَھُمْ رَکُوْبُھُمْ وَمِنْھَا یَاکُلُوْنَ۔ وَلَھُمْ فِیْھَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ﴾[1]

ترجمہ: اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے چوپائے ان کے لئے پیدا کئے تو یہ ان کے مالک ہیں۔ اور انہیں ان کے لئے نرم کر دیا تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں، اور ان کے لئے ان میں کئی طرح کے نفع اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا شکر نہ کریں گے۔

شریعت اسلامیہ نے قرآن حکیم کی وساطت سے شکار کے بارے میں اجمالی اور احادیث مبارکہ کی وساطت سے تفصیلی قوانین وضع کئے ہیں۔ اور نئے پیش آمدہ مسائل میں اہل علم کے لئے تدبر و تفکر کی راہیں کھول دی ہیں کہ وہ قرآن و حدیث کے سنہری اصولوں پہ چلتے ہوئے جدید مسائل کا حل ڈھونڈیں۔ فی زمانہ شکار سے متعلق مختلف مسائل رونما ہو چکے ہیں، جن میں انتہائی باریک بینی و تفکر کی ضرورت ہے۔ کچھ مسائل پیچیدہ اور دقیق ہیں جن کو حل کرنے کے لئے انتہائی تفکر و تدبر کی ضرورت ہے جبکہ بعض دوسرے مسائل ہیں جن میں زیادہ تفکر و تدبر کی ضرورت نہیں بلکہ ان پر

[1] سورۃ یٰس: ۳٦/ ۷۳-۷۱

معمولی توجہ دینے سے شریعت اسلامیہ میں ان کے مماثل نظیر مل جاتی ہے۔ذیل میں محکمہ جنگلی حیات پنجاب کے قائم شدہ قوانین کا شریعت اسلامیہ
کے قوانین شکار کے ساتھ تقابل کیا جاتا ہے۔

محکمہ کی شکاری پر غیر شرعی پابندیاں

محکمہ جنگلی حیات پنجاب کے قانون نمبر نو کی دفعہ ایک تا دس میں کئی پابندیاں عائد کی گئی ہیں جن میں بھری بندوق (ایک نالی و دونالی کے علاوہ ہو)انی دار نیزے، کنڈی، جال، گاڑی میں بیٹھ کر، دو سو گز کے اندر اندر مارے، مصنوعی لاوے یا ریکارڈنگ سے بٹیر کا شکار کرے یا شکار کرے تو ان تمام صورتوں کے ذریعے شکار کرنا منع ہے۔

جب کہ قرآن پاک میں شکار کا مطلق ذکر ہے:

﴿وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾[1]

ترجمہ: اور جب تم حالت احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کر لیا کرو۔

احادیث مبارکہ میں بھی شکار کرنے کے طریقے کے حوالے سے کوئی ممانعت یا قیود کا ذکر نہیں کیا گیا۔اور ایک قانونی شکاری جب اوپن تحصیل میں اوپن دن میں لائسنس یا پرمٹ لے کر شکار کر رہا ہو تو وہ شکار کو ایک نالی و دونالی بندوق سے مارے یا ریپیٹر شاٹ گن سے مارے بات تو ایک ہی ہے کہ اس نے مقرر کی گئی حد سے آگے نہیں بڑھنا اور جال سے پکڑے یا کسی اور طریقے سے حیلہ کرے لیکن شرط یہ ہے کہ جانور یا پرندہ حرام ہونے کا خدشہ نہ ہو تو ایسے طریقوں کے ذریعے شکار کرنے میں کوئی حرج نہیں اور جانور یا حیوان کو دو سو گز کے اندر سے بھی مارے تو الٹا بہتر ہے نشانہ خطا ہونے کا خدشہ

[1] سورۃ المائدۃ:۵/ ۲

کم سے کم ہوتا ہے اور گاڑی میں بیٹھ کر مارے گا تو جانور ڈرے گا نہیں تو آسانی سے مار لے گا تو اس میں کیا حرج ہے کہ شکاری حیلہ سے شکار کو مار لے اور مصنوعی لاوہ ہو یا زندہ لاوہ یا ریکارڈنگ ہو تینوں صورتوں میں اگر مقررہ تعداد سے نہیں بڑھتا تو ایسے طریقوں میں سے کسی طریقہ کو استعمال کرنے میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں۔

شکار کی شرعی تعریف پر غور کیا جائے تو ان پابندیوں کا غلط ہونا کھل کے سامنے آجاتا ہے کہ:

"وَهُوَ الْمُتَوَحِّشُ الْمُمْتَنِعُ بِاَصْلِ الْخَلْقَةِ عَنِ الْآدَمِيِّ۔"[1]

ترجمہ: اور وہ (شکار کیا جانے والا حیوان) وحشی ہو ممتنع ہو آدمی سے اپنی اصل خلقت کی وجہ سے۔

شکار کیا جانے والا حیوان ایسا ہو کہ جو طبعی طور پر وحشی ہو یعنی مانوس نہ ہو اور طبعی طور پر انسان سے دور بھاگتا ہو۔

صاحب قدوری لکھتے ہیں:

"وَهُوَ كُلُّ مُمْتَنِعٍ مُتَوَحِّشٍ طَبعاً لَا يُمْكِنُ اَخْذُهُ اِلَّا بِحِيْلَةٍ۔"[2]

ترجمہ: اور وہ (شکار کیا جانے والا جانور) ہر ایسا جانور ہے جو روکنے والا ہو (اپنے آپ کو شکاری سے

---

[1] طوری، محمد بن حسین بن علی، تکملہ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۹۹۶م، ۸/۴۰۶

[2] قدوری، احمد بن محمد، قدوری، کتاب الصید والذبائح، مکتبہ قدیمی کتب خانہ، کراچی، پاکستان، (س-ن)، ص:۴۶۹

بازوؤں یا پروں کی مدد سے) طبعی طور پر وحشی ہو، حیلہ کے بغیر اس کو پکڑنا نا ممکن ہو۔

شکار کئے جانے والے جانور کی ان دو تعریفوں کی وضاحت یوں ہے کہ شرعی طور پر ایسے جانور کے مارنے کو شکار کہتے ہیں یا شرعی طور پر اس جانور کو شکار کا نام دیا جائے گا جو طبعی طور پر وحشی ہو یعنی انسان سے مانوس نہ ہو بلکہ انسان سے دور بھاگتا ہو اور حیلہ کے بغیر اسے شکار کرنا یا پکڑنا نا ممکن ہو۔ ان دو تعریفوں کی رو سے محکمہ جنگلی حیات پنجاب کی مذکورہ بالا پابندیاں سراسر غلط اور بے بنیاد ہیں، کیونکہ وہ ایسے حیوان کا شکار کر رہا ہے جسے حیلہ یا دھوکہ کے بغیر پکڑنا یا مارنا ہی نا ممکن تو ظاہر ہے کہ ایسے حیوان کے شکار کے لئے شکاری حیلہ، بہانہ کرکے ہی اسے شکار کر سکے گا۔ محکمہ کا مقصد یہ ہو کہ ہر ایسی ممکنہ پابندی لگادی جائے جس سے جانور، شکار ہونے سے بچ جائے تو محکمہ کی طرف سے جاری کردہ لائسنس و پرمٹ وغیرہ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور ایسی شرائط کی موجودگی شکار پر پابندی کے مترادف ہے۔

شرعی اصولوں کے موافق پابندیاں

محکمہ جنگلی حیات پنجاب کے قانون نمبر نو کی دفعہ نمبر ایک تا دس میں دیگر مذکور شرائط یا پابندیاں ایسی ہیں جو شریعت اسلامیہ کے قوانین کے عین موافق ہیں جن میں مہلک گڑھے کے ذریعے شکار کرنا، مشینی پھندے سے، کسی دوائی یا کیمیائی شے سے یا گاڑی کے دھکے سے شکار کرنا وغیرہ، کیونکہ ان تمام طریقوں میں شکار کے گلا گھونٹ کر مرنے یا چوٹ لگ کر مرنے کے امکان زیادہ سے زیادہ ہو جاتے ہیں اور ایسی صورت میں مرا ہوا شکار حرام ہے اس لئے شکار کو حرام ہونے سے بچانے کے لئے ایسے

طریقوں سے روکا گیا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں بھی جانور کو اچھے طریقے سے ذبح کا ارشاد ہوا۔
حدیث مبارکہ ہے کہ:

(عَنْ شَدَّادِ ابْنِ اَوْسٍ قَالَ: خَصْلَتَانِ سَمِعْتُهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوْا قَالَ غَيْرُ مُسْلِمٍ: يَقُوْلُ: فَاَحْسِنُوْا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوْا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ)[1]

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: دو باتیں میں نے حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے سنی ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کو واجب کیا ہے، سو جب تم قتل بھی کرو تو اس میں بھی احسان کرو، مسلم بن ابراہیمؒ کے سوا کسی دوسرے راوی کے الفاظ ہیں کہ: پس اچھائی کے ساتھ قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔ چاہیئے کہ ذبح کرنے والا اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنے جانور کو راحت پہنچائے۔

مذکورہ بالا پابندیاں اس حوالے سے شریعت اسلامیہ کے بلکل عین موافق و مطابق ہیں کہ اس سے جانور کے حرام ہونے کے امکانات زیادہ سے زیادہ ہو جاتے ہیں اور شکار کا مقصد اس جانور کے گوشت سے فائدہ اٹھانا ہے اور فائدہ اٹھانے کی بجائے نقصان کر بیٹھنا عقل مندی کے خلاف ہے۔

---

[1] ابو داؤد، کتاب الضحایا، ۴/ ۴۳۷، حدیث نمبر: ۲۸۵۱

شکاری پر عائد جرمانوں اور سزاؤں کا جائزہ

محکمہ جنگلی حیات پنجاب کے قانون نمبر اکیس میں شق نمبر ایک کی دفعہ نو سے پندرہ اور بیس، اٹھائیس کی شرائط، قانون نمبر اکیس میں شق نمبر دو کی دفعات سولہ، سولہ اے، سترہ، اٹھارہ اور اٹھارہ اے کی شرائط قانون نمبر اکیس میں شق نمبر تین اور قانون نمبر بائیس کی شرائط کی خلاف ورزی پر جو جرمانے اور سزائیں مقرر کی گئی ہیں وہ من کل الوجوہ شریعت اسلامیہ کے اصولوں سے موافقت نہیں رکھتیں بلکہ بعض وجوہ سے موافق ہیں اور بعض وجوہ سے مخالف بھی ہیں۔ قرآن پاک میں مُحرم کو خشکی کا شکار کرنے سے منع فرمایا ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعاً لَكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَادُمْتُمْ حُرُماً﴾[1]

ترجمہ: حلال کیا گیا تیرے واسطے سمندری صید اور اس کا کھانا تمہارے اور سفر والوں کے نفع کے لئے اور حرام کیا گیا تم پر زمینی صید، تیرے حرامی ہونے تک۔

اللہ رب العزت نے تین مقامات پہ مُحرم کو شکار کرنے سے منع فرمایا ہے اور ایمان والوں کے لئے شکار کو آزمائش کی کسوٹی بھی قرار دیا ہے۔[2] لیکن جب ایک مُحرم، شکار کر بیٹھتا ہے تو اس کے لئے بھی اللہ رب العزت نے سزایا جرمانہ بھی مقرر فرمادیا ہے:

---

[1] سورۃ المائدۃ:۵/۹۶

[2] سورۃ المائدۃ:۵/۹۵-۹۴-۱

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْتُلُوْا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّداً فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْياً م بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَاماً لِيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهِ﴾[1]

ترجمہ: اے ایمان والو شکار نہ مارو اس حال میں کہ تم حالت احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشیوں سے دے تم میں کہ دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں یہ قربانی کعبہ کو پہنچتی ہو یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے رکھے تا کہ اپنے کئے کا وبال چکھے۔

مُحرم کے لئے شکار کرنے پر تین سزاؤں کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ مویشیوں میں سے اس مارے ہوئے شکار کی مثل مویشی کی قربانی دے اور مثلیت کا فیصلہ دو منصف شخص کریں گے کہ آیا یہ مویشی اس شکار کئے ہوئے جنگلی جانور کی مثل بن سکتا ہے یا نہیں اور یہ قربانی کعبہ کو پہنچنے والی ہو یا اس مُحرم کے شکار کی ضمان چند مساکین کا کھانا ہے یا ان کی تعداد کے برابر روزے رکھنا ہے۔ اس آیت کریمہ سے مُحرم کے لئے شکار کرنے پر ضمان یا جرمانے کا ذکر کیا گیا جس میں تین سزاؤں یا ضمانوں میں سے کسی ایک کو معمول بھا بنانے میں اختیار ملا، یہ سزائیں مناسب اور قابل فہم معلوم ہوتی ہیں۔ سید الانبیاء ﷺ کے زمانے اور آج کے دور کے لوگوں کی ضروریات، افکار تبدیل ہو چکے ہیں، شریعت اسلامیہ نے انسان کو اپنے فائدے کے لئے بہتر سے بہتر قوانین بنانے کی اجازت دے رکھی ہے بہ ایں معنی وہ قوانین شرعی قوانین یا اصولوں سے ٹکراتے نہ ہوں۔

[1] سورۃ المائدۃ:۵/۹۵

محکمہ جنگلی حیات پنجاب نے غیر قانونی شکاری پر جو سزائیں یا جرمانے وغیرہ عائد کئے ہیں ان میں بعض تو انتہائی نا قابل فہم اور خلاف قیاس ہیں۔ مثلاً دس ہزار سے لے کر پچاس ہزار تک جرمانہ یا شکاری لائسنس کا پانچ سال کے لئے منسوخ ہونا یا امیر زادوں کو روکنے کے لئے مناسب قید کی سزا تو سمجھ میں آتی ہے لیکن شکار کی گاڑی، اسلحہ اور اس کے علاوہ کسی بھی قسم کے آلے کا محض شبہ کی بناء پر بھی ضبط ہونا یہ بلکل غیر مناسب اور نا قابل فہم ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں مُحرم کے لئے غیر قانونی شکار پر جو ضمان ذکر کی گئی ہے اس میں مارے ہوئے شکار کی مثل مویشی کی قربانی کا ذکر ہے یا چند مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کے برابر روزے رکھنا۔ لیکن محکمہ کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق تو جرمانہ اس مارے ہوئے جانور کی اصل قیمت سے سو گنا یا اس سے بھی زیادہ بڑھ جائے گا جو کہ شریعت کے اصول و قوانین کے منافی ہے۔

محکمہ کے اختیارات واقدامات، شریعت اسلامیہ کی نظر میں

شریعت اسلامیہ کے اصول و قوانین کے مطابق انسان اپنی سہولت یا دیگر اہم مقاصد کی تکمیل کے لئے مختلف قسم کے عام یا مخصوص قوانین وضع کر سکتا ہے لیکن قوانین شرعی اصول و قوانین سے ٹکراتے نہ ہوں، مثلاً عدل وانصاف کے مطابق عمل کیا جائے کسی پر ظلم وزیادتی نہ کی جائے۔ عدل و انصاف کا حکم دیتے ہوئے قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

﴿اِعۡدِلُوۡا ھُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی﴾[1]

ترجمہ: عدل کرو کہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

---

[1] سورۃ المائدۃ:۵/۸

جانوروں کے تحفظ وبقاء اور غیر قانونی شکار کی حوصلہ شکنی کے لئے محکمہ جنگلی حیات پنجاب کو بہت سے اختیارات دیئے گئے ہیں جن میں بعض قابل تعریف ہیں اور بعض دیگر میں اصلاحات کی ضرورت ہے۔ مثلاً قانون نمبر بیس ایک اور اکیالیس کے مطابق محکمہ کے اہل کار کے خلاف کسی قسم کا دعویٰ چالان یا دیگر قانونی کاروائی قائم نہیں کی جاسکتی۔ یہ قانون عدل کے خلاف ہے کیونکہ ایسے قوانین سے تو محکمہ کے اہل کار بالکل ہی دلیر ہو جائیں گے اور بالفرض اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے وہ کسی شکاری پر ناجائز ایکشن لیتے ہیں بعد میں اصلیت کا پتہ چلنے پر ان پر ایکشن نہ ہو سکے تو اس سے ناانصافی کو بہت زیادہ فروغ ملے گا۔ اور محکمہ کا ڈائریکٹر جنرل کسی بھی ممبر / ممبرز، سی بی او / این جی او کی رجسٹریشن کو بغیر وجہ بتائے منسوخ کر سکتا ہے۔ یہ قانون یا اختیار بھی عدل و انصاف کے خلاف ہے کیونکہ جس بھی ممبر وغیرہ نے بھاری رقم دے کر رجسٹریشن حاصل کی ہو جب اس کی رجسٹریشن کو بغیر وجہ بتائے منسوخ کیا جاسکے اور ڈائریکٹر صاحب سے پوچھنے والا کوئی نہ ہو تو اس سے بھی ناانصافی وزیادتی کو فروغ ملے گا، معقول وجہ بتا کر منسوخ کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

نتائج بحث

درج بالا بحث سے جو نتائج حاصل ہوئے ہیں ان کی رو سے یہ رائے اختیار کی جاسکتی ہے کہ جنگلی حیات کے تحفظ اور شکار سے متعلق تقریباً تمام ممالک نے ادارے اور محکمے قائم کئے ہیں، جانوروں کے تحفظ ،بقاء اور دیکھ بھال کے لئے پہلا ادارہ یا محکمہ تقریباً دو سو سال پہلے قائم کیا گیا۔ پاکستان میں بھی تمام صوبوں میں جنگلی حیات سے متعلق ادارے قائم ہیں۔ جنگلی حیات پنجاب کا محکمہ تقریباً چھیاسی برس پرانا ہے، اور جانوروں کے تحفظ اور بقاء وغیرہ کے لئے اقدامات کر رہا ہے۔

خوراک اور دیگر ضروریات کی خاطر محدود انداز میں مشروط طور پر شکار کرنا جائز اور مستحب ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے خوراک اور دیگر ضروریات کے لئے شکار کیا۔ محکمہ جنگلی حیات پنجاب نے جنگلی حیات کے تحفظ و شکار سے متعلق بہتر اور عمدہ قوانین بنائے ہیں، لیکن ان میں ترامیم کرنے کی بھی ضرورت ہے تا کہ یہ واضح ہو سکے کہ جانور، انسان کے فائدے کے لئے بنائے گئے ہیں، صرف دیکھنے کے لئے نہیں بنائے گئے۔ محکمہ جنگلی حیات پنجاب کے قوانین شکار میں سے اکثر قوانین شریعت اسلامیہ کے قوانین کے مطابق ہیں جبکہ بعض قوانین شریعت اسلامیہ کے قوانین کے منافی بھی ہیں۔ محکمہ و شکاری حضرات جب تک اپنے حقوق و فرائض صحیح طریقے سے ادا نہیں کریں گے اس وقت تک معاشرے میں جانوروں کی موجودگی کی اہمیت اجاگر نہیں ہو گی۔ اور اس کے لئے معاشرے، حکومت اور عدلیہ کو بھی سنجیدہ ہو کر اپنا مثبت کردار ادا کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے۔